بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

سقوطِ مشرقی پاکستان وہ المناک اور عظیم حادثہ ہے جس نے ہر درد دل رکھنے والے محبِّ وطن اور اسلام دوست شخص کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔
اس ہولناک واقعہ پر "ترجمان الحدیث" کے مدیرِ اعلیٰ جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر نے ۱۷ دسمبر ۷۱ء کو یعنی سقوطِ ڈھاکہ کے دوسرے دن جامع مسجد چینیانوالی لاہور میں خطبۂ جمعہ کے دوران ایک انتہائی دردناک تقریر فرمائی جسے ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے من وعن اور حرف بحرف اس دفعہ اداریے کی جگہ درج کیا جارہا ہے۔ یاد رہے یہ تقریر فائر بندی کے اعلان سے پہلے کی اور یحییٰ خان کی تقریر کے بعد کی ہے۔ ادارہ

خطبۂ مسنونہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْکُمْ شَیْئًا وَّضَاقَتْ عَلَیْکُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ○ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ○ صدق اللہ العظیم

تمام قسم کی تعریفات وحدہٗ لاشریک خالقِ کائنات مالکِ ارض وسما کے لیے ہیں اور لاکھوں کروڑوں درود وسلام ہوں اس ہستیِ اقدس پر جن کا نامِ نامی اسمِ گرامی محمد اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ ذاتِ مقدسہ مبارکہ مطہرہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنہیں اس کائنات میں پوری انسانیت کا امام اور سردار بنا کر مبعوث کیا، وہ سرورِ گرامی منزلت کہ جن کی قیادت وسیادت

کہ جس قوم نے تسلیم کر لیا اور دل سے مان لیا، اور جن کی تعلیمات پر جو قوم بھی عمل پیرا ہو گئی دنیا کی کوئی قوم اس کی بلندی و برتری کا مقابلہ نہ کر سکی، وہ ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وسلم کہ جس قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کے بتلائے ہوئے راستوں سے منحرف ہو گئی اسے پھر دنیا کی کوئی قوت و طاقت تباہی و بربادی سے نہ بچا سکی۔

مسلمان کو اس بات پہ اعتماد و اعتقاد اور یقین اور بھروسہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے اور تمام تدبیرات صرف اور صرف اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، دنیا میں کوئی قوت و طاقت اس کی شریک و سہیم نہیں، وہ اکیلا مالک و مختار ہے اکیلا خالق و رازق ہے، اکیلا مدبر الامور ہے، اس کے حکم کے بغیر پتہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور اس کا حکم آجائے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جاتے ہیں،

اس بات پر یقین رکھنے کے بعد مومن اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چونکہ پوری کائنات کا مالک و مختار ہے اور کوئی اس سے پوچھنے والا اور بازپرس کرنے والا نہیں ہے۔ ان ربك فعال لما يريد اس لیے اگر کسی کو اپنی قسمت بنانا مقصود ہو اور اپنے کاموں کو سدھارنا مطلوب ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے مولیٰ کو راضی کرے اپنے مالک کو راضی کرے تاکہ اس کا خالق اس پر راضی ہو کر اس کے کاموں کو سنوار دے کیونکہ جب تک مالک راضی نہیں ہوتا تب تک بگڑی سنور نہیں سکتی اور جب وہ راضی ہو جائے تو پھر سنوری کو کوئی بگاڑ نہیں سکتا۔ یہ قانون اس دن سے چلا آ رہا ہے جبکہ اس کائنات کو پیدا کیا گیا تھا اور تب تک یہ قانون باقی رہے گا جب تک یہ کائنات باقی رہے گی "لن تجد لسنة الله تبديلا۔

اللہ خود ارشاد فرماتے ہیں میرے طریقے بدلا نہیں کرتے، میری سنت کبھی نہیں بدلتی، میرا حکم کبھی تبدیل نہیں ہوتا، میری تقدیر کبھی نہیں ٹلتی،

لوگ نہیں جانتے کہ زمین و آسمان بدل سکتے ہیں تقدیرِ الٰہی کبھی نہیں بدل سکتی،

کائنات کی وسعتوں میں کون ہے جو ربِّ کائنات کے سوا لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون، کا مصداق ہو؟ اس کا حکم آجائے تو کیوں؟ اور کیسے؟ کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا اور جب کیسے ہو اور کس لیے ؟ نہیں کہا جاسکتا تو اسے ٹالا کیسے جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم نے جب بھی تاریخ کے آئینے میں دیکھا اس کے حکم کو ہمیشہ قطعی اور یقینی پایا اور ایک دفعہ نہیں ہزاروں مرتبہ تدبیروں کو تقدیروں کے سامنے پٹتے ہوئے دیکھا لیکن ہم نے کبھی بھی جب سے زمانے کی تاریخ موجود ہے تقدیر کو تدبیر سے مات کھاتے ہوئے نہیں دیکھا، ہم نے دیکھا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے منصوبے دھرے رہ جاتے ہیں لیکن کبھی یہ نہیں دیکھا کہ منصوبوں نے اللہ کے حکم کو ٹال دیا ہو۔ ایک ہی بات ہے جو مومنوں کو سکھلائی اور پڑھائی گئی ہے کہ مومنو! تقدیر اللہ کی ہوتی ہے لیکن اسے مومن خود اپنے عملوں سے بناتے ہیں اور مسلمان اسے خود اپنے عملوں سے ترتیب دیتے ہیں۔ قادر ظالم نہیں ہوتا یہ غیر اسلامی نظریہ ہے کہ ہم نے تو یوں چاہا اور ہم نے تو قادر کو راضی کرنے کی کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی ہوگئی تقدیر تب الٹتی ہے جب قادر ناراض ہوتا ہے جب قادر راضی ہو تو تقدیر بگڑ نہیں سکتی، یہ اللہ کا قانون ہے، یہ اللہ کا طریقہ ہے، یہ اللہ کی سنت ہے، ہم نے اسے بارہا دفعہ سنا اور آج ہم اس قانون کو اپنی آنکھوں سے ـــــ دیکھ رہے ہیں۔

وہ چیز جس کو ہم کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ آج ہماری آنکھوں کے سامنے حقیقت بن کر آگئی ہے۔ آج پاکستان کا وجود تار تار ہے۔ آج صرف پاکستان کا جسم چھلنی چھلنی نہیں بلکہ پوری اسلامی دنیا کا جسم چھلنی چھلنی ہے۔

آج صرف پاکستان میں ماتم نہیں ہو رہا بلکہ انڈونیشیا سے لے کر مصر تک اور مصر سے لے کر مراکش تک ہر ہر ملک میں ماتم ہو رہا ہے۔

آج اسلامیانِ عالم کا کوئی گھرانہ نہیں جس سے سسکیوں، آہوں اور کراہوں کی آواز نہ آرہی ہو۔ ان سسکیوں کو سننے کے لیے کانوں کی ضرورت ہے۔

ان آہوں کو محسوس کرنے کے لیے دل کی ضرورت ہے اور اس چیخ و پکار کے سمجھنے کے لیے دماغ کی ضرورت ہے وگرنہ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہے جہاں سے رونے اور پیٹنے کی صدا نہیں آرہی۔ اس لیے کہ آج پاکستان زخمی نہیں ہوا، اسلام زخمی ہو کر رہ گیا ہے۔

ہم کل تک اس بات کا تصور تک کرنے کے لیے تیار نہ تھے، ہم چیختے رہے، چلاتے

رہے، منبر و محراب تمہیں آوازیں دیتے رہے، مسجدیں تمہیں بلاتی رہیں، اللہ کے گھر تمہیں پکارتے رہے، قرآن تمہیں صدا دیتا رہا، رسول اللہ کا فرمان تمہیں ٹوکتا رہا لیکن تم نے ہر چیز کو پامال کر دیا اور آج تم خود پامال ہو کر رہ گئے۔ تم نہیں جانتے کہ آج کیا ہو گیا اور کیا بیت گیا ہے۔

ہمارے لبوں پر کل سے ایک ہی سوال ہے اللہ! یہ کیا بن گیا ہے؟ لیکن آسمان سے یہ جواب بھی سن رہے ہیں۔ ہم نے نہیں بنایا تم نے میری تقدیر کو خود بھڑکایا ہے۔ ما ظلمنھم و لکن کانوا انفسھم یظلمون، ہم نے کبھی کسی پر زیادتی نہیں کی لوگ خود ہمارے غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم نے کبھی ظلم نہیں کیا لوگ خود ہمارے ظلم کو بلاتے ہیں۔ ہم اپنے عذاب کو ان سے ٹالتے ہیں۔ یہ ہمارے عذاب کو آوازیں دیتے ہیں کہ قہرِ الٰہی ہم پہ کیوں نازل نہیں ہوتا۔

دوستو! ہم نے کیا کیا ہے؟

آج ہماری اٹھی ہوئی گردنیں جھک گئی ہیں۔

آج ہمارے تنے ہوئے سینے سکڑ کر رہ گئے۔

آج ہماری آوازیں گجلا گئی ہیں۔

آج ہماری روحیں مرجھا گئی ہیں۔

آج ہمارے دل بیٹھ گئے۔

آج ہمارے اعصاب ٹوٹ گئے۔

آج ہمارے جسم چھلنی ہو گئے۔

آج ہمارے دل زخمی ہو گئے۔

اور آج ہمارے جگر پھٹ کر رہ گئے ہیں، آج یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اس لیے کہ آج ڈھاکہ کی مسجد بیت المکرم ہمارے پاس نہیں رہی۔

آج ہم اس لیے اپنی آنکھوں کے سامنے جالے محسوس کرتے ہیں کہ آج چٹاگانگ کی عید گاہ ہم سے چھن گئی ہے۔

آج معصوم بچے کٹ رہے ہیں
آج بیواؤں کے نالے فضائے ارضی کو چیر رہے ہیں۔
آج کتنے مظلوم اور معصوم لوگوں کے گھر جل رہے ہیں
آج کتنے جوان، خوبصورت جوان اور رعنا جوان موت کے ہاتھوں بے کس اور بے بس ہو کر رہ گئے ہیں۔

یہ کیوں ہوا؟ ایسا کیوں ہوا؟ ہم نے کبھی نہیں سوچا۔ اگر ہم نے یہ سوچا ہوتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ ہم نے کبھی اس بات پہ غور نہیں کیا کہ ؎

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

آج اگر میرا گھر جل رہا ہے تو اس گھر کو آگ میں نے خود لگائی ہے۔

آج —— آج یہ پریذیڈنٹ کی تقریر نہیں جو لوگوں کو دھوکہ دے سکے، ورغلا سکے، ان کے ذہنوں پہ پردے ڈال سکے۔ اس کو کیا پتہ ہے کہ آج صرف مشرقی پاکستان کے مسلمان نہیں کٹے ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان بھی بے آبرو ہو کر رہ گئے ہیں۔

آج کون ہے؟ جو ان سات کروڑ مسلمانوں کی خاطر یہ کہے کہ ہندو غنڈو! دیکھو ان پہ تمہاری نگہ گستاخ نہ اٹھے ہم زندہ ہیں۔

آج کون ہے؟ جو ہندو غنڈوں کے ان کی عصمتوں کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو روک سکے ——!

ہم نہیں جانتے کہ آج کیا ہوا ہے اور تم نہیں جانتے کہ آج کیا بیتا ہے اسی لیے —— رات تمہاری آواز میں کوئی لرزش نہ تھی، اسی لیے تمہاری آنکھ میں کوئی آنسو نہ تھا، اسی لیے تم بڑے طنطنے سے بول رہے تھے اور اسے اپنی بہادری اور شجاعت کی دلیل سمجھتے ہو، تمہیں کیا معلوم ہے کہ آج مکہ اور مدینہ کے گھر میں کہرام مچا ہے۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ بیت المقدس آج لٹا ہے۔

تمہیں کون بتلائے کہ آج فاروق اعظمؓ کی روح کتنی بے چین ہے، اسی فاروقؓ کی

جس نے آتش پرستوں کے وجود کو مٹا دیا تھا۔ ان ہی آتش پرستوں کا ایک کمانڈر مانک شا آج مسلمانوں کی لاشوں پہ قہقہے لگا رہا ہے۔

تمہیں کیا خبر ہے کہ ہم پہ کیا گزری ہے؟ خدا کی قسم ہم یہ چاہتے تھے کہ آج ہم زندہ نہ ہوتے اور ہمیں یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

کاش! آج سے پہلے ہم مٹ چکے ہوتے۔

اور تم اتنے بدبخت ہو، تم اتنے سنگدل ہو، تمہارا دل اس قدر پتھر ہو چکا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ آج اسلام پہ کیا بیت گئی ہے، تم ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

آج تمہاری سنگدلی نے اسلام کو ڈبو دیا، مسلمانوں کو ڈبو دیا ہے۔ جاؤ! مجھے پھانسی پہ لٹکا دو۔ میں یہ کہتا ہوں اور برسرِ منبر کہتا ہوں۔ شرابیوں نے اس ملک کو ڈبو دیا اور زانیوں نے ڈبو دیا ہے۔

کیا ہے ہم اس زندگی سے موت کو بہتر سمجھتے ہیں، یہ زندگی کوئی زندگی نہیں، اس زندگی سے موت ہزار درجہ اچھی ہے۔ کاش ہم اس دن سے پہلے مر چکے ہوتے، ہمارے جسم مٹی کے نیچے دب چکے ہوتے تاکہ آج ہم اپنی عصمت مآب بہنوں کی سسکیاں نہ سن سکتے۔

آج تم نے یہ ظلم ڈھایا اور پھر تمہیں شرم نہیں آتی، پھر تم قوم کو بہکاتے ہو، پھر قوم کو دھوکہ دیتے ہو، پھر کہتے ہو ایک محاذ پہ شکست ہو گئی تو کیا ہوا، او ظالم! ایک محاذ پہ شکست نہیں ہوئی تم نے اسلام کا جگر کاٹ کے ہندوؤں کے حوالہ کر دیا ہے۔

تم کہتے ہو ایک محاذ پہ شکست ہو گئی، تم نے اس قوم سے کس بات کا بدلہ لیا ہے؟ اور اس کے باوجود اس قوم سے چمٹے رہنے کا تم عزم کیے ہو۔ جاؤ خدا کے لیے چلے جاؤ تمہیں معلوم نہیں تم نے کیا ستم ڈھایا ہے۔ تم نے کیا ظلم کیا ہے، یہ ظلم ہم کبھی بھول نہیں سکتے۔ ہماری نسلیں اس ظلم کو نہیں بھول سکتیں، ہم ان داغوں کو اپنے بچوں کے سینوں میں پرورش کرتے جائیں گے کہ اس طرح تم نے ہم کو داغ لگایا تھا اور اس طرح تم نے ہمیں چرکے دیئے تھے۔

آج تم نے محمد عربی علیہ السلام کی امت سے ان کے سر کی اوڑھنی چھین لی ہے۔

آج مسلمان امت، اس کی آبرو، اس کی حرمت مٹ چکی ہے اس کا وقار لٹ چکا اور اس کی عفت کٹ چکی ہے۔

وہ لوگ غلط سوچتے ہیں جو کہتے ہیں بنگالیوں کا وطن گیا، بنگالیوں کا وطن نہیں گیا محمد کی الاٹمنٹ پہ چھاپا مارا گیا ہے ——— سرورِ ہاشمیؐ کے دیس پہ ڈاکہ پڑا ہے۔

چٹاگانگ کی سرزمین، رب ذوالجلال کی قسم تو مجھے اتنی ہی پیاری ہے جتنا لاہور اور سیالکوٹ پیارا ہے۔

ہم ان واقعات کو کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن سے ہمارے جسم زخمی اور ہمارے دل کٹ چکے ہیں، ہماری آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں۔

آج بیت المکرم کی جامع مسجد کعبہ سے کہ رہی ہو گی میری ماں! آج مجھے تیرے رکھوالے اغیار کے حوالے کر کے بھاگ نکلے۔

آج ہم پہ جو گزری ہے نہ آسمان اس کو جان سکتا ہے نہ زمین اس کو محسوس کر سکتی ہے۔

آج کون جانے کہ آج ہمارے دل پہ کیا بیت گئی ہے آج ہماری روحوں پہ کیا بیت گئی ہے ———!

کعبہ کے رب کی قسم! میرا ایک بچہ ہے اگر وہ مرجاتا، کٹ جاتا مجھے اتنا صدمہ نہ ہوتا۔ آج ہم کیوں زندہ ہیں؟ کاش! آج سے پہلے ہم مر گئے ہوتے۔

دوستو! آج میں تمہیں رونے سے نہیں روکتا۔ خوب زور سے روؤ۔ تمہارے گناہ مٹ جائیں۔ تمہیں کیا معلوم کہ تمہارے گناہوں کی سیاہی تمہاری بداعمالیوں کی تاریکی نے اس امت پہ کس عذاب کو مسلط کیا ہے۔ آج روؤ، پوری قوم مل کر رو دے۔ شاید اس سے ہمارے گناہ دُھل جائیں۔

میں سوچتا ہوں آج ہم پہ کیا گزر گئی، پچھلے برس کعبۃ اللہ میں بیٹھا ہوا ایک فلسطینی جس کا وطن چھن چکا، جس کی دولت لٹ چکی، جس کی ماں اور بہن کی آبرو کٹ چکی تھی۔ کعبہ کی چوکھٹ پہ سر جھکائے پاکستان کے لیے دعا مانگ رہا تھا۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرما، اللہ

پاکستان کی مدد فرما —— میں نے اس سے پوچھا فلسطینی! تیرا اپنا گھر لٹ چکا تو اس کے لیے دعا نہیں مانگتا پاکستان کے لیے کیا مانگتا ہے؟

جانتے ہو اس نے کیا کہا؟ آج تم ان کو کیا جواب دو گے اس نے کہا تھا مجھے اپنے گھر کی فکر نہیں۔ پاکستان زندہ ہے تو بیت المقدس واپس مل جائے گا —— آج بتلاؤ —— آج بتلاؤ، آج بتلاؤ کہ ہم فلسطینیوں کو کیا جواب دیں گے؟ آج بتلاؤ ہم انکو کیا کہیں؟ تم نے کیا ستم ڈھایا؟

ہم تمہیں پکارتے رہے۔ ہم تمہیں آوازیں دیتے رہے، ہم تمہیں بلاتے رہے، ہم نے کہا قوم کو مسلمان بناؤ۔ انہیں طوائفوں کے چکر میں مت ڈالو۔ انہیں شراب کا چسکہ مت دو۔ ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھماؤ۔ اللہ نے ان کی انگلیاں بربط سے کھیلنے کے لیے نہیں رائفلوں کے ٹریگروں پہ چلنے کے لیے بنائی ہیں۔

اے ظالمو! تم نے کیا کیا؟ تم نے عین ان ایام میں جن ایام میں دشمن ہماری سرحدوں پہ دستک دے رہا تھا اور ادھر رمضان مبارک نے ڈیرے ڈال دیئے تھے، تم نے عین ان ایام میں رقص اور موسیقی کی محفلیں بپا کیں۔

تم سمجھتے ہو یہ ویسے ہی ہو گیا۔ ما ظلمنٰھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون ہم نے تو کبھی کسی بستی کو نہیں ستایا یہ خود ہمارے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔ ہم نے کبھی کسی پہ تباہی مسلط نہیں کی —— آج کیا ہو گیا ہے، آج کیا بیت گیا ہے، آج کیا گزر گیا ہے۔ خدا کی قسم قیامت آچکی ہے۔ تم کو میں نے آج سے پہلے کہا تھا۔ تم گواہ ہو، میں نے کہا تھا تومنو! عذاب آچکا ہے۔ کہا تھا کہ نہیں کہا تھا۔ تم کو میں نے کہا تھا۔ اس سے بڑا عذاب کیا ہو سکتا ہے کہ دو عورتیں عالم اسلام پر مسلط کر دی گئی ہیں۔ عجمیوں پہ اندرا گاندھی اور عربوں پہ گولڈا مائر، قسم اٹھاؤ کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا؟

ہماری آواز کون سنتا ہے۔ ہم نے رمضان کو تمہیں رو رو کر کہا۔ اس قوم کو نور جہاں کی ضرورت نہیں۔ خالد ابن ولید کی ضرورت۔

اس قوم کو کنجروں کی ضرورت نہیں، طارق ابن زیاد کی ضرورت ہے۔

اس قوم کو ہنجیوں اور گویوں کی ضرورت نہیں، عمرو ابن العاصؓ اور ابو عبیدہ ابن الجراحؓ کی ضرورت ہے۔

اس قوم کو میراثیوں کی ضرورت نہیں محمد ابن قاسمؒ اور محمود غزنویؒ کی ضرورت ہے۔

تم نے کیا ظلم کیا ہے۔

کون ہے جو ہمارے غم کو جانے؟

کون ہے جو ہمارے درد کو بٹائے؟

کون ہے جو ہمارے احساسات کو سمجھے؟

کون ہے جو ہماری آواز کو سنے؟

کون سا کان ہے جن تک ہماری آواز پہنچے؟

ہم اس بات سے قاصر ہیں کہ تمہارے کانوں تک اپنی ننھی سی، پست سی آواز پہنچا سکیں۔ خدا کی قسم اگر ہم میں طاقت ہوتی تو اپنی آواز کو سیسہ بنا کر تمہارے کانوں میں پگھلا دیتے۔ لیکن ہم میں طاقت نہیں۔

آج کیا ہو گیا ہے، یہ سمجھتے رہے ہم لڑیں گے، ہم نے بار ہا کہا کہ مادیت سے مادیت لڑ سکتی ہے اور جب مادیت کے مقابلے میں فروتر ہو، کمتر ہو تو پھر مادیت نہیں روحانیت لڑتی ہے

ہم نے کہا، اللہ کو آواز دو۔ تمہیں قسم ہے عین اس دن جس دن کہ جنگ چھڑنے والی تھی، اس جمعہ کو۔ اس جمعہ کو ہمیں نہیں پتہ تھا کہ آج کیا ہو رہا ہے۔ جمعہ ہم نے پڑھایا اور رات کو جنگ ہوئی ہے۔ تمہیں قسم ہے ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اسلام کو ایکسپلائٹ (EXPLIT) کرنا چھوڑ دو۔ اسلام کو استعمال کرنا ترک کر دو۔ یہ تمہاری داشتہ نہیں ہے۔ جب جی میں آیا تم نے اسے پٹاری سے باہر نکال لیا۔ جب جی میں آیا تم نے پٹاری کے اندر داخل کر لیا۔

قسم اٹھا دو ہم نے نہیں کہا تھا؟

ہم نے نہیں کہا تھا کہ چوبیس سال تم قوم کو کافر بناتے رہے۔ اب چوبیس دن میں

یہ مسلمان کیسے بنے گی؟

آج تم کہتے ہو، یہ ظلم ہوگیا۔ آج ایک محاذ پر شکست ہوگئی۔ ایک محاذ پر شکست نہیں ہوئی۔ آج تم نے اسلام کے قلب میں خنجر گاڑ دیا ہے

خدا گواہ۔ ہم جانتے تھے، ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہونے والا ہے۔ لیکن اپنے دل کو تسلیاں دیتے تھے شاید اللہ راضی ہو جائے۔ لیکن اللہ نے جان لیا یہ منافقوں کی قوم ہے، یہ مجھ سے بنیوں والا سلوک کرتے ہیں۔ جب دل میں آتا ہے سودے بازی شروع کر دیتے جب کام نکل جاتا ہے منہ موڑ لیتے ہیں۔ کیا ہم نے یہ منافقت نہیں برتی؟ سوچو ۶۵ء کی جنگ میں کیا ہوا کی جنگ میں حالات اس سے زیادہ ناگفتہ بہ تھے۔ لیکن تم نے اللہ کو پکارا۔ اللہ نے تمہاری مدد فرمادی، پھر ہم نے تم کو کہا اب اللہ کی مدد کو سینے سے لگا کر رکھو۔ تم نے کہا، وقت تھا ضرورت پڑی تھی، اب نکل گئی ہے۔ اب ضرورت کیا ہے۔ چنانچہ تم نے اسلام کو دیس نکالا دے دیا۔ تم نے کھلم کھلا کہا اس ملک کا وجود اسلام کا مرہون منت نہیں ہے۔ کیا یہ نہیں کہا گیا اور جب تم کہتے ہو یہ اسلام کا رہین منت نہیں تو اسلام کے والیٔ کو کیا ضرورت ہے کہ تمہاری مدد کرتا پھرے، یہ یحییٰ خان کہتا ہے اللہ اکبر کی ضرب لگاؤ۔ دو سال سے ہمارے کان پک گئے ہیں تمہاری تقریریں سنتے ہوئے تم نے پہلے تو کبھی اللہ کا نام نہیں لیا۔ پہلے اللہ اکبر کہاں تھا؟ وقت پڑنے پر تم اللہ کو یاد کرتے ہو۔ نعوذ باللہ تم نے اللہ کو کوئی ضرورت کی گانٹھ سمجھا ہوا ہے، یہ ہماری منافقت ہے جو ہم کو ڈبو گئی ہے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روزِ سیاہ
خود دکھایا ہے مرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ہم نے خود اپنے آپ کو ڈبونے کے اسباب مہیا کیے۔

ہم کہتے رہے تم نے اسبابِ زوال مہیا کر لیے۔ اب اگر کوئی معجزہ ہو جائے تو تم بچ جاؤ ورنہ تباہی و بربادی کے تمام دواعی موجود ہیں۔

آج کیا ہوا ہے؟ کل تک ہم عربوں پہ ہنسا کرتے تھے کہ وہ بھاگ گئے۔ میدان سے چھوڑ کر بھاگ گئے، پاگلو! وہ تو جنگلوں اور صحراؤں کو چھوڑ کر بھاگے تھے تم نے تو

بسے ہوئے شہروں کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے گولان کی پہاڑیوں اور صحرائے سینا کو چھوڑا لیکن تم نے چٹا گانگ کو چھوڑا، نواکھلی کو چھوڑا، جیسور کو چھوڑا، تم نے ڈھاکہ کو چھوڑا تم نے کھلنا کو چھوڑا، تم نے کومیلا کو چھوڑا، تم نے تو بسی ہوئی اور آباد بستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیا۔

آج بتلاؤ تم دوسروں پر پھبتی کستے تھے، آج تم کیا منہ دکھاؤ گے؟ ہمیں عزت ملی تو محمد اکرمؐ کے نام گرامی سے ملی، ہمیں مقام ملا تو رب قدوس کی رحمت سے ملا تھا تم نے سمجھا شاید یہ ہمیں اپنے زور بازو سے ملا ہے۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا

فرمایا ہم نے تمہاری مدد کی، اللہ اپنے رسول کو کہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی اور کی شخصیت نہیں ہوسکتی۔ اللہ اپنے حبیب کو فرماتا ہے۔ لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ۔

ہم نے بے شمار دفعہ تمہاری مدد کی۔ فرمایا ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا۔

فرمایا ہر وقت تمہیں اپنی کمزوری کا اپنی فروتری کا احساس ہوتا تھا اور تم رب کی برتری کا سہارا لیتے تھے۔ ہم تمہاری مدد کرتے تھے۔ لیکن حنین کے دن آپ کے ساتھیوں کو اللہ کی رحمت پہ نہیں اپنی کثرت پہ ناز آگیا۔

وضاقت علیکم الارض بما رحبت

فرمایا زمین اپنی فراخیوں کے باوجود تنگ ہوکر رہ گئی۔ تمہیں تمہاری کثرت کوئی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ تم سمجھتے ہو کہ کثرت سے فائدہ ہوتا ہے؟

تم نے قرآن کبھی پڑھا ہی نہیں تھا۔ تم نے سوچا ہی نہیں تھا، تمہیں کیا تم کہتے رہے ہماری فوجیں لڑیں گی۔ او ظالمو! فوجیں تب لڑتی ہیں جب اللہ کی رحمت آسمانوں سے اترتی ہے۔

ہمیں آج کس المیے سے دوچار ہونا پڑا۔ تم میں سے ہر شخص آنکھیں بند کرے اور سوچے کہ کل تک ہم تصور کر سکتے تھے کہ یہ ہو جائے گا؟

ہم نے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب دشمن نے اچانک اور یکایک حملہ کیا تھا، جب ہم سوئے ہوئے تھے۔ ہم نے رات کے پچھلے پہر سنا کہ دشمن نے حملہ کر دیا تب ہم نے اپنے سر سجدے میں رکھ دیے۔ ہم بارگاہِ الٰہی میں جھک گئے۔ ہم نے کہا، اللہ! دشمن سوتے ہوئے آیا ہے۔ اللہ نے کیا کہا۔ فرمایا۔ تم سو رہے تھے تمہارا اللہ تو جاگ رہا تھا اور پھر کیا ہوا۔ تم سو رہے تھے لیکن دشمن ان مقامات سے ایک انچ آگے نہ بڑھ سکا۔ جہاں تک وہ رات کے اندھیروں میں بڑھ آیا تھا۔

لاہور کے محاذ پر اس نے بھرپور حملہ کیا تھا۔ بی۔آر۔بی نہر اس کے لیے سمندر بن گئی چھوٹی سی نہر دریا بن گئی اور آج ڈھاکہ کے درمیان سینکڑوں دریا سمٹ کر نالے بن گئے جبکہ یہاں صرف ایک نہر تھی اور میں نے تب بھی کہا تھا بی۔آر۔بی نہیں بچایا کرتی، تم نے کہا بی۔آر۔بی سے بچ گئے۔ ہم نے کہا بی۔آر۔بی کیا ہے۔ تیس فٹ کی نہر بی۔آر۔بی نہیں بچاتی۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ بی۔آر۔بی میں پانی کا چلانے والا بچا رہا تھا۔ تم نے نہیں سوچا کہ بی۔آر۔بی نے نہیں بچایا، ہمیں تو اس رب نے بچایا ہے جس رب نے ہمیں یہ ملک دیا تھا۔ جس رب نے آزادی بخشی تھی۔ جس رب نے ہمیں عزت عطا فرمائی تھی۔ تم بی۔آر۔بی کا تذکرہ کرتے رہے اور آج سینکڑوں بی۔آر۔بی بہ رہی تھیں۔ لیکن مشرقی پاکستان میں کوئی بی۔آر۔بی کام نہ آسکی۔

جاؤ پوچھو مشرقی پاکستان کے لوگوں سے اور ان لوگوں سے جن لوگوں نے مشرقی پاکستان دیکھا ہے اور ان لوگوں سے جن لوگوں نے مشرقی پاکستان کا جغرافیہ پڑھا ہے۔ ان سے پوچھو کہ وہاں کوئی بستی ایسی نہیں جس کے گردو پیش دریا اور نہریں نہ ہوں۔ آج کوئی دریا کام نہیں آئے کیوں؟ اس لیے کہ دریا کام نہیں آتے کام تو رب کی رحمت آتی ہے۔

تم نے اس بات کو نہیں سوچا۔ تم نے ہم سے نفاق برتا۔ اسلام سے نفاق برتا،

قرآن سے منافقت برتی۔ خدا سے نفاق برتا۔ قرآن نے کیا کہا ہے۔

یخدعون اللّٰہ والذین امنوا

قرآن میں کون سی چیز نہیں۔ مگر ہم نے قرآن پڑھا ہی نہیں۔ فرمایا۔ اللّٰہ کو دھوکہ دیتے ہیں، مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ دیکھو قرآن کی صداقت کو دیکھو۔ قرآن ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے آج ہی نازل ہوا ہے۔ جب پڑھو قرآن تر و تازہ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن ابھی اتر رہا ہے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

یخدعون اللّٰہ والذین امنوا

اللّٰہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون

فرمایا ان پاگلوں سے کہہ دو تمہارا دھوکہ نہ اللّٰہ کو فریب دے سکتا ہے نہ مومنوں کو اس کا نقصان اگر پہنچے گا تو تمہی کو پہنچے گا۔ صاحبو! یہ کوئی مذاق ہے یا کھیل ہے کہ آدمی رات کو شراب کی بوتل پیے اور ایک غیر کی عورت کو اپنے پہلو میں لے کے سوئے اور صبح اٹھ کر کہے۔ اسلام زندہ باد قرآن زندہ باد اللّٰہ اکبر کی ضرب کاری لگاؤ۔ ہم فتح یاب ہوں گے۔ یہ مذاق ہے، یہ اللّٰہ سے مذاق ہے۔ یہ اسلام سے مذاق ہے۔ یہ کیا۔ اس کا نام کیا ہے؟ تم خود بتلاؤ کہ اس کا کیا نام ہے۔ یہ اسلام ہے کہ تم شرابیں بھی پیتے رہو۔ تم زنا بھی کرتے رہو۔ تم کلبوں کو آباد بھی رکھو اور پھر کہو کہ خدا کی نصرت آ رہی ہے۔ گویا تم نے خدا کی رحمت کو اپنا بھکاری سمجھ رکھا ہے، سوچو۔ اس جنگ کو شروع ہوئے پندرہ روز ہو گئے۔ تمہیں رب ذوالجلال کی قسم ہے۔ سوچو۔ کونسی شراب گاہ ہے۔ جو ان پندرہ دنوں میں بند ہوئی ہو۔ کون سا سینما ہے جو ان پندرہ دنوں میں بند ہوا ہو۔ کون سی بے حیائی ہے جو ان پندرہ دنوں میں ختم ہوئی ہو۔ کون سی جوئے بازی ہے جس پر ان پندرہ دنوں میں قدغن لگی ہو۔ کون سی قمار بازی ہے جس پر ان پندرہ دنوں میں پابندی لگی ہو؟۔ بتلاؤ! تم نے اللّٰہ کے غضب کو خود دعوت دی ہے۔ ریس کورس بھی کھلا ہے، رقص گاہیں بھی کھلی ہیں، جم خانہ بھی کھلا ہے۔ شراب کی بوتلیں بھی کھلی ہیں اور

شراب کی دکانیں بھی کھلی ہیں اور کہتے ہیں اسلام لڑے گا۔ اللہ لڑے گا۔ گویا اللہ آسمانوں سے زمینوں پر اتر کر تمہارے لیے لڑے کہ تم تو شرابیں پیو۔ زنا کرو۔ فجور و فسوق کے بازار گرم رکھو، اللہ کا مذاق اڑاؤ۔ رسول اللہ کا مذاق اڑاؤ اور کہو اللہ آ کے تمہاری مدد کرے۔ تم کن کو دھوکہ دیتے ہو؟ ہم تو بہکائے جا سکتے ہیں۔ ہم تو ورغلائے جا سکتے ہیں۔ اللہ کو کون ورغلائے وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ تمہاری زبان سے نکلی ہوئی بات تمہارے ہاتھ سے کیے ہوئے کام ہی کو نہیں جانتا۔ تمہارے دل کی دھڑکن کو بھی جانتا ہے اس کو دھوکہ دیتے ہو؟

ہم نے کہا۔ چلو چھوڑ دو۔ جو ہوا سو ہوا۔ اب آجاؤ اللہ کو منالو۔ اللہ کو راضی کر لو۔ اللہ سے زیادہ ارحم الراحمین اور کون ہے جتنی جلدی وہ من جاتا ہے اور کوئی نتا ہی نہیں۔ قادسیہ میں ایک آدمی نے شراب پی۔

میدان جنگ ہے۔ ایک آدمی شراب پی لیتا ہے۔ سعد ابی ابن وقاص رض سالار اعظم کو خبر ہوتی ہے۔ فرمایا اس کو زنجیروں میں جکڑ دو۔ میدان جنگ سے واپس بلاؤ۔ ایک کمانڈر نے کہا۔ سپہ سالار! میدان جنگ ہے۔ غلطی ہوگئی۔ دلیر آدمی ہے۔ بہادر آدمی ہے۔ چھوڑ دیجیے۔ اللہ کی راہ میں جنگ کرے گا۔ کسی کو مارے گا۔ مر جائے گا۔ اس کو زنجیروں میں جکڑنے کی ضرورت کیا ہے؟ سعد بن ابی وقاص رض نے کیا جواب دیا۔ فرمایا۔ رسول اللہ کا صحابی تلواروں اور بازوؤں پہ بھروسہ نہیں کرتا۔ اللہ کی رحمت پہ بھروسہ کرتا ہے۔ عین اس شرابی کو لڑنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس کی وجہ سے میرے رب کی رحمتیں منہ موڑ جائیں گی۔ جاؤ اسے زنجیریں پہنا دو۔

تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اسلام نے کیا سکھلایا اور کیا پڑھایا ہے۔ سعد بن ابی وقاص رض اس کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں۔ اس نے دیکھا مسلمان لڑ رہے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے کہ میدان جنگ میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ تڑپ اٹھا، کہنے لگا ہائے میری زنجیروں کو کھول دو میں نے اپنے گناہوں سے معافی مانگ لی ہے کوئی کھولنے والا نہیں مسلمان میدان جنگ پر چلے گئے۔ سعد بن ابی وقاص رض کی بیوی سے

موجود ہے۔ کہنے لگا سعد کی بیوی میری زنجیروں کو کھول دو۔ مجھ سے مسلمانوں کا گرتا ہوا خون دیکھا نہیں جاتا۔ اس نے کہا تم نے گناہ کیا اور سپہ سالار نے تمہیں زنجیروں میں جکڑنے کا حکم دیا ہے اس نے کہا خدا کی قسم اگر زندہ رہا تو خود آ کے زنجیریں پہن لوں گا مجھے رہا کر دو، میں نے اپنے اللہ سے معافی مانگ لی ہے۔ مسلمانوں کے لشکر پہ شکست کے آثار نمودار تھے۔ کافروں نے ایک صف پہ حملہ کیا۔ صف الٹنے لگی۔ ابو محجن کی آہوں اور سسکیوں کو دیکھ کر سعد کی بیوی کا دل بھر آیا۔ اس نے زنجیروں کو کھولا۔ ابو محجن نے اپنی زرہ نہیں پہنی۔ بکتر بند نہیں پہنا۔ ننگے جسم کافروں کی اس صف پہ ٹوٹ پڑا۔ سعد ایک بلند جگہ پہ کھڑے میدان جنگ کا نقشہ دیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک صف درہم برہم ہے۔ لیکن ایک تنہا آدمی آیا کافروں کی صفیں الٹ گیا اور وہ جس طرف پہ گرتا ہے بجلی بن کر گرتا ہے اور خرمنوں کو جلاتا ہوا چلا جاتا ہے۔ جس طرف کا رُخ کرتا ہے کافر کٹتے جاتے ہیں سعدؓ ٹیلے پر بیٹھے ہوئے اپنا سر سجدے میں رکھ کے کہنے لگے۔

"اے اللہ! اگر یہ فرشتہ نہیں ہے تو میں اپنی تلوار اس کی نذر کرتا ہوں"

اس نے صفوں کو الٹ دیا۔ اللہ نے مومنوں کو فتح عطا فرمادی۔ مومن واپس ہوئے۔ کمانڈر نیچے اترے۔ دیکھوں وہ جوان کون تھا؟ اب وہ صفوں میں نظر نہیں آتا۔ پوچھا وہ کون تھا جو اس بے جگری سے لڑ رہا تھا۔ ڈھونڈا، تلاش کیا ملتا نہیں۔ خیمے سے بیوی آواز دیتی ہے۔ سعدؓ جس کو تم ڈھونڈ رہے ہو۔ اس نے اب زنجیریں پہن رکھی ہیں۔ سعدؓ ابن ابی وقاص پلٹے۔ کہنے لگے۔ بیوی کیا کہتی ہو؟ کہنے لگی صحیح کہتی ہوں۔ یہ ابی محجن ہے جس نے شراب نوشی سے توبہ کی اور تلوار کو تھام کے میدان جنگ میں چلا گیا۔ اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر زندہ لوٹا تو خود زنجیروں کو پہن لوں گا۔ اب یہ زنجیریں پہن چکا ہے۔ سعدؓ اس جنگ میں بیمار تھے، حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لیے ٹیلے پہ بیٹھے فوجوں کو لڑا رہے تھے۔ اپنی چھڑی کو ٹیکتے ہوئے اٹھے۔ ساتھیوں نے سہارا دینا چاہا۔ کہنے لگے مجھے چھوڑ دو۔ میں اس کے پاس اپنے پیروں سے چل کر جانا چاہتا ہوں جس کی توبہ نے اللہ کی رحمت کو آسمانوں سے زمین پر نازل کر دیا۔

لیکن ہائے افسوس! تمہیں تو تب بھی یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی۔

او ظالمو! تم نے اس کڑے وقت میں بھی یہ نہیں سوچا کہ اب ہی اللہ کو منالیں۔

تم نے کیا کیا؟ تم نے کیا ظلم کیا؟

جنرل نیازی! تم پہ قربان۔ تم نے شجاعت کے کیا معرکے سر کیے۔ ایک غیر ملکی ریڈیو کہہ رہا تھا: حقائق کا آپ کو پتہ چلے گا لیکن کچھ دنوں کے بعد۔ ہمارے یہ بڑے ہمیں حقیقت بھی نہیں بتلاتے۔ جنرل نیازی آخری وقت تک کہتا رہا میں کٹ جاؤں گا۔ ہتھیار نہیں پھینکوں گا۔ کیونکہ میری روایات میرا ماضی ہتھیار ڈالنے سے خالی ہے۔

کاش! آج جنرل نیازی کے ٹکڑے ہو چکے ہوتے اور اس نے ہتھیار نہ ڈالے ہوتے۔

تم ان سسکیوں کا اندازہ نہیں کر سکتے جس وقت وہ اپنے بیجوں کو اتار کر جنرل اروڑا کو پیش کر رہا تھا۔ تمہیں کیا پتہ ہے اس نے ایک غیر ملکی نامہ نگار کو کیا کہا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم! اگر مجھ کو اوپر سے حکم نہ ہو میں آخری وقت تک ہتھیار نہ ڈالوں تمہیں پتہ ہے۔ ان ظالموں نے کیا کیا ظلم کیے ہیں۔ اسے جبراً ہتھیار پھینکنے پر مجبور کیا گیا۔ جنرل نیازی وہ شخص تھا جس نے ایک غیر ملکی اخبار کے نمائندے کو کہا جبکہ اس نے کہا تھا۔ تمہاری حکومت نے یہ حکم دیا ہے کہ ہتھیار پھینک دو۔ لوگوں کی جانوں کو بچاؤ۔ اس نے کہا۔ کیوں ہتھیار پھینکوں؟ کہنے لگا کہ مغربی پاکستان بڑا دور ہے اور اس جوان نے جواب دیا۔ مغربی پاکستان بہت دور ہے لیکن جنت دور نہیں ہے۔ جنت بڑی قریب ہے۔ مغربی پاکستان تک نہیں پہنچا جا سکتا لیکن جنت میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

اے کاش! آج ہم زندہ نیازی کا ماتم کرنے کی بجائے شہید نیازی کا ماتم کر رہے ہوتے ——— !

ہمیں زخم تب بھی لگتے لیکن اس وقت ہمارے زخموں میں اتنی ٹیس نہ ہوتی جتنی اب ہے۔

اس وقت ہمارے سینوں میں اتنی جلن نہ ہوتی جتنی جلن اب ہے۔

اس وقت ہماری روحیں اتنی گھلی ہوئی نہ ہوتیں جتنی آج ہیں۔ آج چودہ سو

برس میں یہ پہلی مرتبہ ہے۔ آج محمد کی امت میں یہ پہلی مرتبہ ہے۔ عربوں نے میدانِ جنگ کو چھوڑا تھا۔ ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ ہم عربوں پر طعن کرتے رہے۔ آج چودہ سو سال میں پہلی مرتبہ ہے کہ مسلمانوں نے اس طرح اجتماعی طور پر ہتھیار پھینکے۔ ہم نے کبھی ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ ہماری روایات کو دھبہ لگایا گیا۔ ہماری اقدار کو کچلا گیا۔ ہمارے ماضی کو مسلا گیا ہے۔

آج میں صبح کو کہہ رہا تھا۔ قائد اعظم ۱۹۴۸ء میں نہیں مرے۔ آج مرے ہیں اور آج انہوں نے انہیں قبر سے باہر نکال کر مارا ہے۔

تمہیں کیا پتہ ہے آج کیا کچھ نہیں ہوا۔ آج کا زخم ایک زخم نہیں۔ آج کے زخم ہزاروں زخم ہیں۔ آج تم نے قائد اعظم کو ان کی قبر سے نکال کر ذبح کیا ہے

آج۔ آج ابھی میرے ایک دوست کا فون آیا۔ اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے، تم کل سے رو رہے ہو۔ صبر کرو تم نے لوگوں کو صبر کی تلقین کرنی ہے۔ میں نے کہا۔ خدا گواہ ہے۔ ہم ملکوں کے لیے نہیں روتے۔ ہم اس لیے روتے ہیں کہ آج کے بعد اسلام کا کوئی تجربہ کرنے پر بھی تیار نہیں ہوگا یہ ایک ملک تھا جو اسلامی نظریہ پہ بنا۔ یہ ایک ملک تھا جو اسلامی نظریہ حیات پہ وجود میں آیا اور آج اس کے کٹنے سے دنیا مایوس ہو جائے گی۔ ہمارا رونا ایک ملک کا رونا نہیں۔

میں نے حج سے واپسی کے بعد تمہیں بتلایا تھا کہ میں سعودی عرب کے ہونے والے بادشاہ کو ملا۔ ولی عہد کو اس نے مجھ سے پوچھا۔ پاکستان کا کیا حال ہے ؟ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اس وقت کچھ آپس میں نوک جھونک جاری تھی۔ اس نے بڑی تشویش کا اظہار کیا۔ میں نے کہا۔ آپ کو تشویش کیوں ہے۔ تم کیا جانو کہ آج ہم کیوں روتے ہیں۔ تمہیں کیا پتہ ہے کہ آج چوٹ کہاں کہاں جا کے پڑی ہے۔ اس نے کہا مجھے اس لیے تشویش ہے کہ جب تک پاکستان زندہ ہے کعبہ اور مدینہ کے راستے محفوظ ہیں۔ اور اگر پاکستان کمزور ہو گیا تو کعبہ اور مدینہ کے راستے غیر محفوظ ہو جائیں گے۔

آج تمہیں کیا پتہ ہے ہمارا رونا کس وجہ سے ہے۔ خدا گواہ ہے کہ ۱۹۶۷ء کی عرب

اسرائیل جنگ میں صرف ایک دن ایسا آیا۔ جب مسجد نبوی ؐ کے میناروں کی روشنی بجھا دی گئی۔ نہیں تو کبھی مسجد نبوی بے نور نہیں ہوئی۔ ہمیشہ اس کے چراغ روشن رہے۔ انہوں نے یہ انتظام کر رکھا ہے کہ اگر بجلی پیچھے سے منقطع ہو جائے تو اندر جنریٹر لگا رکھے ہیں تاکہ مسجد نبوی کی روشنی گل نہ ہونے پائے۔ لیکن ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں ایک دن ایسا بھی آیا جبکہ مسجد نبوی کی بتیوں کو بجھا دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں، رسول اللہ کی بستی میں کہرام مچ گیا۔ آج کیا ہوا رسول اللہ کے روضے کے گنبد کے بلب بجھا دیے گئے۔ جواب ملا۔ آج مدینۃ الرسول کے بلب اس لیے بجھائے گئے کہ خطرہ ہے۔ کہیں اسرائیل سعودی عرب پہ بھی بمباری نہ کر دے۔

جانتے ہو مدینہ کے باسیوں نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگے اسرائیل مدینہ پہ بمباری نہیں کر سکتا۔ اس کو معلوم ہے کہ پاکستان کے مسلمان ابھی زندہ ہیں۔

او دوستو! آج مدینہ کے لوگ کیا سوچ رہے ہوں گے۔ آج ان کے دلوں پہ کیا بیت رہی ہوگی؟

میں نے آپ کو بتلایا کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے مدینہ طیبہ میں دیکھا۔ اسلامی یونیورسٹی میں کہ ہندوستان کے طلبہ ہندوستان کی حمایت کرتے اور پاکستان کے طلبہ پاکستان کی حمایت کرتے۔ لیکن ایک رات جنگ کے دنوں میں پچھلے پہر نیند اچاٹ ہو گئی۔ آنکھیں کھل گئیں، تو میں نے سنا میرے پڑوس سے سسکیوں کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے سمجھا شاید کسی بھائی کو تکلیف ہو گی۔ جھانک کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کا ایک طالب علم جو دن کی روشنی میں ہندوستان کی حمایت میں ہم سے لڑا کرتا تھا۔ رات کی تاریکی میں اپنا سر سجدے میں رکھے ہوئے کہہ رہا ہے، "اللہ پاکستان کو فتح عطا فرما" "اللہ پاکستان کو نصرت عطا فرما" میں چپکے سے باہر نکل آیا۔ صبح ہوئی میں نے اس سے کہا، بھائی ہم نے تیرے راز کو پا لیا۔ دن کی روشنی میں ہم سے لڑتے جھگڑتے ہو اور رات کی تاریکی میں پاکستان کی فتح کے لیے دعائیں مانگتے ہو۔

جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا۔ کہنے لگا دن کی روشنی میں ہم اپنی جنم بھومی کے لیے لڑتے ہیں۔ ہندوستان کے لیے کہ میری ماں وہاں بستی ہے۔ میرا باپ وہاں رہتا ہے۔ لیکن رات کی تاریکی میں پاکستان کے لیے اس لیے دعا مانگتے ہیں کہ میرا دل وہاں بستا ہے۔ میرا ایمان وہاں بستا ہے۔ تمہیں کیا معلوم ہے کہ ہندوستان کے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان زندہ ہے تو ان کی آبرو باقی ہے۔ ہندو اس پہ ظلم نہیں کر سکتا۔

آج ہندوستان کے مظلوم مسلمانوں کے زخموں پہ کون پھاہہ رکھے؟ آج ان کو کون سہارا دے؟

آج ہم بارہ کروڑ نہیں رہے ۵ کروڑ رہ گئے ہیں۔ آج ہماری تعداد ہندوستان کے مسلمانوں سے بھی کم ہو گئی ہے۔ ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان بستے ہیں اور آج ہم صرف ۵ کروڑ مسلمان ہیں۔

ہم نے کس کس چیز کو یاد کرنا ہے۔ ایک بات ہو تو اس کو کہیں۔

دوستو! پتہ نہیں اب کتنے دن رونا ہے۔ لیکن یاد رکھو ہم مومن ہیں ہم مسلمان ہیں۔ روتے اس لیے ہیں کہ ہمیں زخم لگا ہے۔ لیکن رب کی رحمت سے اب بھی مایوس نہیں ہیں۔ اس لیے نہیں روتے کہ ہم مایوس ہو گئے۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے تو وہ اس کو اپنے دل سے نکال دے کہ ہم مایوسی اور ناامیدی کی بنا پر روتے ہیں۔

ہم اس لیے روتے ہیں کہ ہمارے دل کٹ گئے ہیں۔

ہم اس لیے روتے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ہمیں اپنے جیالوں، اپنے شہیدوں کے خون کے گرنے کی آواز آ رہی ہے۔

ہم اس لیے روتے ہیں کہ ہمیں اپنے معصوم بچوں کے کٹنے اور جلائے جانے کا غم ہے۔ مایوس ہم اب بھی نہیں ہیں۔ اس لیے کہ مومن اپنے رب کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ لا تیئسوا من روح اللہ۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ لیکن خدا کے لیے اللہ کی رحمت کو پکارو تو سہی۔ اللہ ٹوٹے ہوئے دلوں کے بہت قریب ہوتا ہے۔ ہمارے دل ٹوٹے ہوئے ہیں۔ دعا کرو اللہ اپنی رحمتوں کو ہمارے

لیے نازل فرما۔

دوستو! آج ہم جہاں ماضی کا غم کر رہے ہیں۔ ہمیں مستقبل کو بھی دیکھنا چاہیے۔ ہم سوچیں کہ اب کیا ہوگا اور اب کیا کرنا چاہیے۔ اب کیا کہیں شرم آتی ہے کہ آپ کہیں گے کہ یہ یہی ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے ہم نے یہ کہا تھا، وہ کہا تھا۔ ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا تھا قرآن اور سنت کی روشنی میں کہا تھا۔ ہم نے کہا امریکہ اور برطانیہ کو مت دیکھو۔ تم نے مشرق و مغرب پہ نگاہیں ٹکائی رکھیں۔ تم آخری وقت تک قوم کو دھوکہ دیتے رہے کہ ساتواں بحری بیڑا چل چکا، چٹاگانگ کا رخ کر چکا، خلیج بنگال میں پہنچ چکا، مورچہ لگا چکا۔ اس بیڑے کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ وہ کہاں ہے؟ ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ بتلاؤ ہم نے نہیں کہا تھا کہ مشرق و مغرب کو مت دیکھو۔ پہلوں نے مشرق و مغرب کو نہیں مشرق و مغرب کے رب کو دیکھا ہے۔ ہم نے تم کو کہا تھا کہ نہیں کہا تھا اور اب بھی یہی کہتے ہیں۔ چھوڑ دو میں رب کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں، مجھے اسی طرح یقین ہے جس طرح دن کی روشنی کا یقین ہے کہ امریکہ۔ روس، برطانیہ، فرانس ایسے ہی ہمارے دشمن ہیں جسطرح ہندوستان ہمارا دشمن ہے اور آج ان کا اتنا ہی قصور ہے جتنا ہندوستان کا قصور ہے۔ یہ ہمارے مروانے میں پوری طرح شامل ہیں۔ تمہیں کیا پتہ ہے۔ تم یہ کہتے رہے۔ فرانس ہمارے چچا کا بیٹا اور امریکہ ہمارے بابا کا بیٹا ہے۔ یہ ذلیل اور کمینے ہیں۔ یہ محمدؐ کی امت کے دوست نہیں ہو سکتے علیہ السلام۔ ہم نے تو تمہیں کہہ کر اپنے سینے کو چھلنی کر لیا ہے۔ لیکن تمہارے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ کے دشمن رسول اللہ کی امت کے بہی خواہ بن جائیں۔ خدا کا خوف کرو۔ ہم نے تمہیں مثال دے کر سمجھایا کہ تیرے باپ کا دشمن کبھی تیرا دوست نہیں ہو سکتا۔ بکواس کرتا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ میرے باپ کا دشمن میرا دوست ہے۔ ہمارے آقا کو گالیاں دینے والے۔ ہمارے مولیٰؓ کی توہین کرنے والے ہمارے دوست کیسے ہو سکتے ہیں۔ تم نادان ہو۔ امریکی بحری بیڑے نے اسی طرح ہمیں مروایا ہے۔ جس طرح روسی بحری بیڑے نے عربوں کو مروایا تھا۔ اپنی نگرانی میں، اور ہم تو پہلے دن سے قائل ہی نہیں ہیں کسی کی مدد کے۔ ہم مدد چاہتے ہیں تو رب جبریل

کی مدد چاہتے ہیں جس نے محمدؐ کے لیے جبریل کو نازل کیا تھا۔ تم نے رب کو کبھی آواز ہی نہیں دی۔ تم چین کو پکارتے رہے۔ پاگل بنایا ہے تم نے قوم کو۔ امریکہ آرہا ہے۔ فلاں آرہا ہے کہاں آرہا ہے۔ ایسے ایسے احمق لوگ ہیں۔ مجھے پرسوں سے پتہ چل گیا تھا کہ حالات انتہائی خراب ہو چکے اور ڈھاکہ اب چند لمحوں کا مہمان ہے۔ میں نے اپنے ایک دوست کو کہا وہ میرے سر ہو گیا۔ میں نے کہا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ میں تو اپنا غم چھپا نہیں سکا اس لیے تمہیں بتلا دیا۔ کہنے لگا امریکہ کا بحری بیڑا آگیا ہے۔ میں نے کہا تمہارے باپ کے گھر آئے گا امریکہ کا بحری بیڑا۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ رسول اللہ کے دشمن تمہیں بچانے کے لیے آئیں گے۔ آخری وقت تک ہمارے ریڈیو نے چھپائے رکھا۔ ہم اپنے ریڈیو کی مذمت کرتے ہیں۔ ہم اپنے ٹیلی ویژن کی مذمت کرتے ہیں جس نے ہمیں اندھیرے میں رکھا۔ یہ بکواس کرتے ہیں۔ یہ کنجریوں کو سجا سجا کر ان کے بازو کھڑے کروا کر سمجھتے ہیں ہم جنگ جیت جائیں گے۔ ان کو شرم نہیں آتی بے غیرتوں کو۔ انہوں نے بے غیرتی کا نام بدلا ہے۔ بے غیرتی کو نہیں بدلا۔ کوئی ایک بات ہے۔ اگر ہمارے سینے میں زخم ہیں تو ہمارے سینے میں ناسور بھی ہیں۔ ہم کہیں گے اور اس بات کو واشگاف انداز میں کہیں گے۔ انہوں نے بے حیائی کو ختم نہیں کیا بے حیائی کا نام بدل دیا ہے۔ پہلے کنجریاں گانے گایا کرتی تھیں۔ اب کنجریاں بازو اٹھا اٹھا کر یا علی کہتی تھیں۔ مقصد دونوں کا ایک تھا۔ پہلے بھی کنجریوں کی چھاتیوں کو دکھانا تھا۔ اب بھی ان کی چھاتیوں کو دکھانا تھا۔ یہ بے حیا، یہ بدکار انہوں نے روپ بدل لیا۔ انہوں نے اپنی اصلیت کو نہیں بدلا۔ قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ہم ترانے گا رہے ہیں طوائفیں ترانے گا رہی ہیں۔

مجھے ایک دوست نے بتلایا کہ ٹیلی ویژن میں آج چار طوائفیں اپنے بازو اٹھا اٹھا کر کہہ رہی تھیں ہم لال قلعہ پر جھنڈا لہرائیں گے۔ شرم کرو، بے حیاؤ! تم نے بے حیائی کو ہر رنگ میں فروغ دیا ہے۔ اس وقت جب دن رات ہمیں خدا کی بارگاہ میں جھکنا چاہیے تھا۔ تم نے اس وقت بھی عورتوں کی عصمتوں کو لوگوں کے سامنے نیلام کیا ہے۔ اور شرک کا یہ عالم ہے۔ جاؤ ریڈیو سنو! یا علی یا علی، ایک بھی اللہ کا نام نہیں لیتا۔ یہ عالم ہے شرک کا۔

تم پہ عباس کا سایہ۔ تم نے ایک دفعہ نہیں کہا تم پر اللہ کا سایہ۔ یہ کسی عقیدے کی اشاعت کی بات نہیں۔ یہ ایمان کی بات ہے۔ تم پہ فلاں کا سایہ فلاں کا سایہ۔ رسول اللہ نے تو کسی کے سائے کو نہیں پکارا۔ رسول اللہ نے تو کہا۔ لا الہ الا اللہ وحدہٗ انجز وعدہٗ و نصر عبدہٗ و ھزم الاحزاب وحدہٗ۔ جب سرزمین عرب کو پائمال کردیا تو محمدؐ عربی نے یہ نہیں کہا کہ محمدؐ نے فتح کیا ہے۔ فرمایا۔ میرے اکیلے رب نے فتح کیا ہے۔ تم شرم کرو بے غیرتو! تم نے ہمیں ڈبویا ہے۔ اگر آج ہمارے ہاتھ تمہارے گریبانوں تک نہیں پہنچ سکتے تو قیامت کو یقیناً پہنچیں گے۔ تم سب مجرم ہو۔ ریڈیو ٹیلی ویژن یہ بدمعاشی اور فحاشی کے اڈے ہیں۔ کوئی ایک بات ہے۔ تم نے قوم کو کٹوا دیا۔ تم نے پہلے غیر اللہ کو پکارا۔ چین اور امریکہ کو مدد کے لیے پکارتے رہے۔ کبھی تم عباس اور فلاں کو پکارتے رہے۔ تمہیں کیا پتہ ہے آؤ اختلاف عقائد کی بات نہیں۔ ایمان کی بات بتلاتا ہوں۔ محمد نے میدانِ جنگ میں صرف ایک نعرہ لگایا ہے۔ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔ لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ کے دشمن بہت طاقتور ہیں۔ لیکن میرا اللہ ان سے بھی بڑا طاقتور ہے۔ ایک اللہ، دنیا کا کون ہے جس کو تم کہہ سکو کہ کائنات سے بڑا ہے۔ یہ کون کہہ رہا ہے۔ دنیا کا سردار کہہ رہا ہے۔ سید کونین کہہ رہا۔ رحمت عالم کہہ رہا ہے رسول اکرم کہہ رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

کوئی ایک بات ہے

پیٹوں دل کو کہ روؤں جگر کو میں!!
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

ایک ماتم ہے۔ تم نے ساری قوم کو کربلا میں کھڑا کر دیا ہے۔ آج تم نے سارے پاکستان کو کربلا بنا دیا ہے۔ کہہ میں یہ رہا تھا کہ ہم ناامید نہیں ہیں۔ ہم مایوس نہیں ہیں۔ ہم مومن ہیں لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ ہم ناامید نہیں ہیں تو کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارے زخم مٹ گئے ہیں۔ یہ زخم قیامت تک ہرے رہیں گے اور ہم ان زخموں کو اپنی اولادوں کو ورثہ میں دے کے جائیں گے۔ ہمارے زخم نہیں مٹ سکتے۔

رب کلام مبین کی قسم۔ میں مشرقی پاکستان کا نام نہیں لے سکتا۔ مشرقی پاکستان کا نام لیتا ہوں میرا گلا اندھ جاتا ہے۔ یہ زخم کبھی مٹ سکتا ہے؟ رات کے اندھیروں میں ہم جب جاگیں گے مشرقی پاکستان ہمارے لبوں پہ آئے گا۔ ہماری آنکھوں سے آنسو نکل آئیں گے۔ یہ زخم نہیں مٹے گا۔ ہم مایوس نہیں۔ ہم ناامید نہیں۔ ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اب ہمارا پنڈ چھوڑ دو۔ اب ہماری جان چھوڑ دو۔ یحیٰے خاں صاحب جاؤ ہم تمہیں کچھ نہیں کہتے یہاں سے چلے جاؤ۔ چھوڑ دو۔ محمد اکرمؐ کی امت کو اس سے زیادہ بے آبرو نہ کرو اور ہم یہ کہتے ہیں۔ حکومت یہ اعلان کرے کہ پہلی فوج ہم نے پانچ لاکھ کی فوج تیار کرنی ہے۔ مت دیکھو روس کی طرف۔ مت دیکھو امریکہ کی طرف۔ کسی کو مت دیکھو۔ اس دنیا میں آج ثابت ہو گیا ہے کہ اگر دیکھنا ہے تو اپنے قوت بازو کو دیکھو اور اللہ کی رحمت کو دیکھو۔ کافروں نے اپنی قوت بازو کو دیکھ کر تم پہ فتح حاصل کی ہے۔ تم نے نہ اپنے قوت بازو کو دیکھا نہ اپنے رب کو دیکھا۔ تم امریکہ اور چین کو دیکھتے رہے اور مجھے شرم آتی ہے یہ بات دہراتے ہوئے کہ اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ پاکستان کو بڑی طاقتوں کا سہارا ہے۔ ہمیں اپنی قوت کا سہارا ہے۔ نو مہینے سے جنگ جاری ہے۔ تم بڑی طاقتوں کا سہارا لیتے پھرے جبکہ نو ماہ میں دس لاکھ انسانوں کو تیار کیا جا سکتا تھا۔

آج ایک ہی صورت ہے کہ پاکستان کے بچے بچے کو مجاہد بنا دو۔ پاکستان کے بچے بچے کو غازی بنا دو۔ پاکستان کے بچے بچے کو فوجی وردی پہنا دو۔ پاکستان کے بچے بچے کو سپاہی بنا دو۔ اور ان کو کہو کہ اپنے زخم چاٹو اور تب تک چاٹتے رہو جب تک کہ ہندوستان کو ذلیل نہیں کر لیتے۔ اسے بدلہ نہیں چکا دیتے۔ ایک حل ہے یقین کرو۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور راہ اختیار کی گئی تو آج مشرقی پاکستان کو رو رہے ہیں کل مغربی پاکستان کو روئیں گے۔ آج یاد کر لو۔ سوچو۔ اپنے رُخوں کو بدلو۔ اپنی زندگیوں کو تبدیل کرو توبہ کرو۔ معافی مانگو۔ کہو اللہ! ہم نے تجھ سے منافقت برتی تھی۔ اب منافقت چھوڑ کر مسلمان ہو گئے ہیں۔ آجاؤ، عیاشیوں کو چھوڑ دو اور فحاشیوں کو چھوڑ دو۔ ان طوائفوں کو نکال دو۔ ان کو گولی سے اڑا دو۔ ہمیں طوائفوں کی ضرورت نہیں

ہمیں محمدؒ بن قاسم کی ضرورت ہے۔ ہمیں اداکاروں کی ضرورت نہیں ہمیں طارقؒ بن زیاد کی ضرورت ہے ہمیں کسی گلوکار کی ضرورت نہیں۔ ہمیں خالدؓ ابن ولید کی ضرورت ہے۔ قوم کو تیار کرو۔ قوم کو بتلاؤ کہ تمہارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سامنے کٹنے کو ترجیح دی جھکنے کو پسند نہیں فرمایا۔ قوم کو تیار کرو۔ اس کے سینوں میں آگ بھر دو۔ ان کے دلوں میں چنگاریاں جلا دو۔ ان کے ذہنوں میں شعلے جلا دو۔ ان کو اس طرح بڑھکاؤ کہ جب یہ کفر کے خرمن پر گریں تو اسے خاکستر بنا دیں

یاد رکھو! ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی علاج ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ ہم تب تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک مشرقی پاکستان کو آزاد نہیں کروا لیتے۔ ایک ہی حل ہے۔ ایک ہی علاج ہے ہم تب تک سکون سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کشمیر کو بھی ساتھ آزاد نہیں کروا لیتے۔ ان کو بتا دو، ہم تب تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان بھی محفوظ نہیں ہو جاتے۔ ان کو بتلاؤ اور کس طرح بتلاؤ۔ زمین پہ تیاری کرو اور آسمان پر اللہ کی رحمتوں کو آوازیں دو ۔ ایک ہی علاج ہے۔ ایک علاج جو اس کے سوا دوسرا علاج کہتا ہے غلط کہتا ہے۔ تمہیں مٹانا چاہتا ہے۔ یاد رکھو ہم نے پہلے بھی تمہیں کہا کم از کم تم تو گواہ رہو گے کہ ہم تمہیں کہتے رہے اور آج تمہیں پھر بتلا رہے ہیں کہ تم زندہ رہنا چاہتے ہو۔ اس کا ایک طریقہ ہے۔ ہر آدمی سپاہی بن جائے۔ کپڑے کی دوکان کرے۔ جوتوں کی دوکان کرے۔ سبزی بیچے۔ سکول میں ماسٹر ہو اور دفتر میں ملازم ہو لیکن چوبیس ۲۴ گھنٹے کے نوٹس پہ وردی پہن کے سپاہی ہو۔ صوبیدار ہو۔ لیفٹیننٹ ہو۔ کیپٹن ہو۔ میجر ہو۔ کرنل ہو صرف چوبیس گھنٹے کے نوٹس پر اس کی انگلیاں رائفلوں کے ٹریگروں پہ حرکت کرنے لگیں۔ اور یہ کوئی لغو بات نہیں۔ ہم نے اسرائیل کو دیکھا۔ اس نے اسی طرح اپنی بقا کو۔ اسی طرح اپنی زندگی کو بنا رکھا ہے۔ یقین کریں سارے اسرائیل میں بائیس لاکھ یہودی ہیں صرف۔ ۱۰ کروڑ عربوں کو انہوں نے شکست دی۔ کس طرح کہ ان ۲۰ لاکھ میں ۱۵ لاکھ جوان، بچے اور بوڑھے

فوجی ہیں۔ کوئی لُون تیل بیچتا ہے، کوئی دوسرا کاروبار کرتا ہے۔ کوئی ہل چلاتا ہے لیکن اُدھر سائرن بجتا ہے اِدھر ہر آدمی اپنے آپ کو فوجی قالب میں ڈھال لیتا ہے۔

ایک ہی حل ہے، مسجد کا خطیب، مسجد کا مؤذن، مسجد کا طالب علم، کالج کا پرنسپل، یونیورسٹی کا چانسلر اور پاکستان کا ہر ہر فرد کاروبار کرنے والا، منڈی میں جانے والا، بازار میں رہنے والا، ہر آدمی اپنے آپ کو سپاہی کے قالب میں ڈھالے۔

حکومت اس بات کا اعلان کرے۔ ہر وہ شخص جس کے بازوؤں میں رائفل کے اٹھانے کی سکت ہے اس کو فوجی ٹریننگ دی جائے گی، اس کو فوجی تربیت دی جائے گی۔

سوچو! ایک ہی حل ہے۔ نیچے یہ کرو۔ اپنے بازوؤں میں زور پیدا کرو اور اپنے ماتھوں کو سجدوں سے سجاؤ، اپنے سینوں کو ایمان کی روشنی سے منور کرو۔ اپنے دلوں کو قرآن کریم کی قندیلوں سے روشن کرو۔ زبان پہ نعرۂ تکبیر ہو۔ زبان پہ اللہ کی فتح و نصرت کی دعا ہو۔ محمد رسول اللہ نے تمہیں عملاً بتلایا کہ میدانِ بدر میں تلواروں اور تیروں سے بچوں کو بچا کے لے آئے۔ صدیقؓ کہتا ہے۔ رات کی تاریکی چھا گئی۔ میں نے اپنے آقا کے خیمے کو دیکھا۔ میرا آقاؐ نہیں ۔ میں نے ڈھونڈھا اور ڈھونڈھتا ہوا نکلا۔ میں نے کیا دیکھا، سرورِ کونینؐ، کونین کا بادشاہؐ، پوری امت کا سرتاج، اللہ کا محبوب جس کے سامنے ساری کائنات ہیچ ہے۔ جس کے سامنے پوری دنیا ہیچ ہے، اس نے اپنی پیشانی مبارک کو ننگی زمین پہ رکھا ہوا ہے۔ اور کیا کہہ رہا ہے۔ اللھم ان تہلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد بعدہٗ

اللہ میری جتنی کائنات ہے میں لے کے آگیا۔ اب ان کی حفاظت کرنا تیرا کام ہے۔ اب ان کو بچانا تیرا کام ہے۔ تم نے کیا کہا۔ محمدؐ نے تمہیں کون سی چیز نہیں بتلائی۔ آؤ ظالمو! دیکھو! لبوں پہ اللہ کی رحمت کی دعائیں ہوں۔ ہاتھوں میں رائفلیں ہوں۔ پھر دیکھو کہ اللہ کے فرشتے تمہاری مدد کے لیے کس طرح اترتے ہیں۔ اللہ سے دعا ہے۔ اللہ ہمیں اب بھی سدھار دے اور ہمارے زخموں کو مندمل فرمادے۔ آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین